امام الانبیاء ﷺ کی حیات طیبہ کے آخری ایام کی خوبصورت یادیں

ابو اُمامہ نوید احمد بشار مدرس جامعہ علوم اثریہ جہلم

اللہ تعالیٰ کا قانون ہے کہ اِس دنیا فانی میں جو آیا، اِسے ایک دن ضرور جانا ہے، کسی نے ساڑھے نو سو سال عمر پائی، کوئی سو سال زندہ رہا، کوئی ایک دن ہی دنیاوی زندگی کی بہار سے لطف اندوز ہو سکا، کسی نے شکم مادر ہی میں دنیا کو خیر آباد کہہ کر داعیٔ اَجل کو لبیک کہہ دیا، مختصر یہ کہ ہر جن وانس نے موت کا ذائقہ چکھنا ہے، منزلِ دنیا سے سامان باندھ کر آخرت کی طرف کوچ کرنا ہے، اس اٹل حقیقت سے کسی نبی یا غیر نبی کو استثنا حاصل نہیں، یہاں تک کہ سیّدنا محمد رسول اللہ ﷺ نے بھی دنیا کی تریسٹھ بہاریں پوری کرنے کے بعد ''رفیقِ اعلیٰ'' سے ملاقات کی خواہش کر ڈالی، محدثین کرام اور سیرت نگاروں نے نبی کریم ﷺ کی حیات طیبہ کے ہر گوشہ کو قلم بند کیا، البتہ نبی کریم ﷺ کی مبارک زندگی کے آخری ایام کے ساتھ آپ ﷺ کی بڑی یادیں وابستہ ہیں، کہیں اُمت کو پند ونصائح کی جا رہی ہیں، کہیں مشکل و پریشانی میں صبر کا دامن نہ چھوڑنے کا درس دیا جا رہا ہے، کہیں ہمارے محبوب نبی کریم ﷺ اپنی امت کو قبر پرستی کے شرک سے ڈرا رہے ہیں، بہر حال اُمت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کو ان یادگار ساعتوں میں آخری نصیحتیں، شرعی مسائل کے ساتھ ساتھ اور بہت کچھ سیکھنے کو ملا۔ ذیل انہی خوبصورت یادوں کو صحیح احادیث کی روشنی میں ترتیب سے ذکر کیا جا رہا ہے:

اللہ تعالیٰ کی طرف سے وفات کی خبر

1 سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ مہاجرین (صحابہ) سے سورت نصر کا شانِ نزول پوچھ رہے تھے، ان میں سے کچھ نے کہا: جب اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو دیکھ لیا کہ وہ اسلام میں داخل ہو رہے ہیں اور اس میں مضبوط ہو گئے ہیں، تب اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کریم ﷺ کو حکم دیا کہ وہ اللہ تعالیٰ کی تعریف کریں اور استغفار کریں، سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا تم لوگ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو نگاہ تعجب سے نہیں دیکھتے؟ اے ابن عباس! آپ کیوں بات نہیں کر رہے؟ انہوں نے کہا: (اس آیت کے بارے میں میری رائے یہ ہے کہ) اللہ عزوجل نے نبی کریم ﷺ کو وقتِ مقررہ کی خبر دیتے ہوئے فرمایا: جب اللہ کی نصرت و فتح آ جائے اور آپ لوگوں کو اللہ کے دین میں جوق در جوق داخل

ہوتے ہوئے دیکھ لیں تو یہ آپ کی وفات کی علامات ہیں، سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: آپ رضی اللہ عنہ نے سچ کہا، اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، آپ رضی اللہ عنہ نے جو کچھ سمجھا ہے، میرا بھی یہی خیال ہے۔(صحیح البخاری:4970،4969،4430،4296،3627)

2 سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وفات سے پہلے یہ کلمات بکثرت پڑھا کرتے تھے: 'سُبْحَانَکَ وَبِحَمْدِکَ، أَسْتَغْفِرُکَ وَأَتُوبُ إِلَیْکَ'' اے اللہ! تو پاک ہے، تیری ہی ذات حمد کے لائق ہے، میں تجھ سے بخشش طلب کرتا ہوں اور تیری ہی طرف رجوع کرتا ہوں۔''

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: میں نے پوچھا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کلمات پڑھنے کیوں شروع کر دیئے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری امت کے بارے میں میرے لئے ایک علامت مقرر کی گئی ہے کہ جب مجھے وہ علامت نظر آئے گی تو میں یہ کلمات شروع کر دوں، وہ علامت سورت نصر (کا نزول) ہے۔'' (صحیح مسلم:218/484)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف وفات کا اشارہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اشارۃً صحابہ کرام کو اپنی وفات کی خبر دے دی تھی جیسا کہ:

1 سیّدنا جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہما سے روایت ہے: ''میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم قربانی کے دن سواری پر کنکریاں مارتے ہوئے فرما رہے تھے: تم مجھ سے مناسکِ حج سیکھ لو، کیونکہ میں نہیں جانتا کہ شاید میں اس حج کے بعد کوئی حج کر سکوں۔'' (صحیح مسلم:1297)

2 عاصم بن حمید سکونی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں: ''جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیّدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو یمن کی طرف بھیجا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم خود بھی انہیں وصیتیں کرتے ہوئے ان کے ساتھ شہر سے باہر نکلے، سیّدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سوار تھے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سواری کے ساتھ پیدل چل رہے تھے، جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم (انہیں وصیتیں کر کے) فارغ ہوئے تو فرمایا: معاذ! شاید آپ مجھے اس سال کے بعد نہ مل سکیں اور شاید آپ میری مسجد اور میری قبر کے پاس سے گزریں۔ سیّدنا معاذ رضی اللہ عنہ اپنے محبوب کے غمِ جدائی کے باعث رونے لگے، پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا رخ مدینہ منورہ کی طرف پھیر لیا اور فرمایا: تمام لوگوں میں میرے سب سے زیادہ قریبی متقی ہیں، خواہ وہ کوئی بھی ہوں اور کہیں بھی۔'' (مسند الامام احمد:235/5؛ دلائل النبوۃ

للبیھقی:405.404/5،وسندۂ صحیحٌ)

3 سیّدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر جلوہ افروز ہوئے اور ارشاد فرمایا: اللہ رب العزت نے اپنے ایک بندے کو اختیار دیا ہے کہ وہ دنیا کی نعمتوں میں سے جو چاہے اپنے لئے پسند کر لے یا پھر اس چیز کو اختیار کر لے جو اللہ رب العزت کے پاس ہے، یہ سن کر سیّدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ رونے لگ گئے اور عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ہمارے والدین آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر فدا ہوں۔

راویٔ حدیث بیان کرتے ہیں: ہمیں (صحابہ کرام کو) ان کی اس حالت پر حیرانگی ہوئی۔لوگوں نے کہا: اس بزرگ کو دیکھو، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک بندے کے بارے میں بتا رہے ہیں کہ اللہ رب العزت نے اسے اختیار دیا ہے کہ وہ دنیا کی نعمتیں پسند کر لے یا اس چیز کو پسند کر لے جو اس کے پاس ہے اور یہ کہہ رہا ہے: ہمارے والدین آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر فدا ہوں۔

(راویٔ حدیث بیان کرتے ہیں:) جس بندے کو اختیار دیا گیا تھا، وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خود ہی تو تھے اور سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہماری نسبت اس بات کو زیادہ جاننے والے تھے۔

اس موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اپنی رفاقت اور مال (قربان کرنے) کے اعتبار سے ابوبکر سے بڑھ کر مجھ پر احسان کرنے والا کوئی نہیں اور اگر میں لوگوں میں سے کسی کو اپنا خلیل بناتا تو ابوبکر کو ہی بناتا لیکن اسلامی دوستی بہتر ہے۔ابوبکر صدیق کی کھڑکی کے علاوہ اس مسجد (نبوی) کی طرف کھلنے والی تمام کھڑکیوں کو بند کردو۔'' (صحیح البخاری:3904)

4 سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ہم سب (ازواج مطہرات) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں موجود تھیں، کوئی بھی غیر حاضر نہ تھی، اتنے میں سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا پیدل چلتی ہوئی آئیں، اللہ کی قسم! ان کے چلنے کا انداز بالکل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جیسا تھا، یہاں تک کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوگئیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری بیٹی کو خوش آمدید ہو اور انہیں اپنے دائیں یا بائیں طرف بٹھایا، پھر ان سے کوئی سرگوشی کی تو وہ بڑی شدت سے رونے لگیں پھر دوبارہ کوئی سرگوشی کی تو وہ مسکرانے لگ گئیں، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چلے گئے تو میں نے ان سے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو ہمارے درمیان راز کی بات کرنے کے لئے منتخب کیا ہے اور آپ رو رہی ہو؟ مجھے بتاؤ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ سے کیا فرمایا تھا؟، کہنے

لگیں: میں رسول اللہ ﷺ کا یہ راز فاش نہیں کر سکتی، جب رسول اللہ ﷺ دنیا سے رخصت ہو گئے تو میں نے ان سے دوبارہ کہا: میں آپ کو اس حق کا واسطہ دے کر پوچھتی ہوں، جو میرا آپ پر ہے، (یعنی میں آپ کی سوتیلی ماں ہوں) کہ رسول اللہ ﷺ نے آپ کے ساتھ کیا سرگوشی فرمائی تھی؟ وہ کہنے لگیں: ہاں! اب میں بتلاتی ہوں، پہلی مرتبہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے سرگوشی کرتے ہوئے فرمایا تھا: میں ہر سال جبرائیل کے ساتھ ایک دفعہ قرآن کا دَور کیا کرتا تھا، مگر اس سال دو مرتبہ دَور کیا ہے، یوں لگتا ہے کہ میرا مقررہ وقت قریب آ پہنچا ہے، پس تم تقویٰ پر قائم رہنا اور صبر کرنا، تو میں رونے لگ گئی تو آپ ﷺ نے فرمایا: اے فاطمہ! کیا تو اس بات پر خوش نہیں ہے کہ تم اس امت کی یا تمام جہان کی عورتوں کی سردار ہو تو میں ہنس پڑی۔"

(صحیح البخاری: 6285؛ صحیح مسلم: 98/2450)

نبی کریم ﷺ کی علالت کی ابتدا

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جس دن رسول اللہ ﷺ کی علالت کی ابتدا ہوئی، آپ ﷺ میرے ہاں تشریف لائے، میں نے عرض کیا: ہائے درد سے میرا سر پھٹا جا رہا ہے، آپ ﷺ نے بطور مزاح فرمایا: میری خواہش ہے کہ جو ہونا ہے، وہ میری زندگی میں ہی ہو جائے، تو میں تمہیں اچھی طرح دفن کروں گا، میں نے عرض کیا: آپ ﷺ کا مقصد کچھ اور ہے، آپ ﷺ اسی دن کسی دوسری زوجہ محترمہ کے ساتھ صحبت فرمائیں گے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ہائے درد سے میرا سر پھٹے جا رہا ہے، اپنے والد اور بھائی کو میرے پاس بلاؤ تاکہ میں ابوبکر کے لئے ایک تحریر لکھ دوں، کیونکہ مجھے خدشہ ہے، کوئی کہنے والا کہے گا، یا خواہش کرنے والا خواہش کرے گا، خلافت کا زیادہ مستحق میں ہوں۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ اور مسلمان ابو بکر کے علاوہ کسی کو تسلیم نہیں کریں گے۔ (مسند الامام احمد: 144/6؛ صحیح مسلم: 2387)

نبی کریم ﷺ کی بیماری کی ابتدا سیّدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کے گھر سے ہوئی، یہی صحیح حدیث سے ثابت ہے، لیکن جس روایت میں مذکور ہے کہ آپ ﷺ کی بیماری کی ابتدا بقیع الغرقد سے واپسی پر ہوئی، وہ "ضعیف" ہے۔

صحابہ کرام کو خدشہ

نبی کریم ﷺ کی بیماری کی سختی دیکھ کر بعض صحابہ کرام کو بھی اس بات کا خدشہ لاحق ہو گیا کہ آپ

اس دنیا سے رخصت فرمانے والے ہیں، ان میں ایک سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور دوسرے سیدنا عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ ہیں۔

سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: ''سیّدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت سے اٹھ کر باہر تشریف لائے، یہ اس مرض کا واقعہ ہے جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی، صحابہ کرام نے آپ رضی اللہ عنہ سے پوچھا: اے ابو الحسن! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طبیعت کیسی ہے؟ انہوں نے بتایا: الحمد اللہ! اب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طبیعت کافی بہتر ہے، پھر سیّدنا عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ نے سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کا ہاتھ تھام کر فرمایا: اللہ کی قسم! تین دن کے بعد تم غلامی کی زندگی گزارنے پر مجبور ہو جاؤ گے، خدا کی قسم! مجھے تو ایسے آثار نظر آرہے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس مرض سے صحت یاب نہیں ہوسکیں گے، بوقت وفات بنوعبدالمطلب کے چہروں کی مجھے خوب شناخت ہے، اب ہمیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس چلنا چاہیے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھنا چاہئے کہ ہمارے بعد خلافت کسے ملے گی؟ اگر ہم اس کے مستحق ہیں تو ہمیں معلوم ہو جائے، اگر کوئی دوسرا مستحق ہے تو بھی پتہ چل جائے اور اس خلیفہ کے بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں کوئی وصیت فرمادیں، اس پر سیّدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ کی قسم! اگر ہم نے اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بارے میں کچھ پوچھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انکار کردیا تو پھر لوگ کبھی بھی ہمیں خلافت نہیں دیں گے، میں تو اس کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہرگز نہیں پوچھوں گا۔'' (صحيح البخاری :4447)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیماری کی سختی

1. سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر کسی پر شدت مرض کا اثر نہیں دیکھا۔ (صحيح البخاری:5646؛ صحيح مسلم:2570)

2. سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ''جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا مرض شدت اختیار کر گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر غشی چھانے لگی، سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: ہائے ابا جان کو کتنی تکلیف ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں فرمایا: آج کے بعد تیرے بابا کو کوئی تکلیف نہیں ہوگی۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم وفات پا گئے، سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کہا: اے ابا جان! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کے بلاوے پر لبیک کہا: ابا جان! آپ صلی اللہ علیہ وسلم جن کا ٹھکانہ جنت الفردوس ہے، ابا جان! ہم سیّدنا جبریل علیہ السلام کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات

کی خبر سناتے ہیں، جب آپ ﷺ کو دفن کر دیا گیا تو سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: اے انس! تمہارے دل رسول اللہ ﷺ پر مٹی ڈالنے کے لئے کیسے آمادہ ہو گئے۔'' (صحیح البخاری 4462)

3 سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ''میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں آپ ﷺ کی بیماری کے دوران حاضر ہوا، آپ ﷺ اس وقت سخت بخار میں مبتلا تھے، میں نے عرض کیا: آپ ﷺ کو بہت سخت بخار ہے؟، مزید میں نے عرض کیا: یہ اس لئے کہ آپ ﷺ کے لئے دوگنا اجر ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ایسا ہی ہے۔ پھر فرمایا: جب بھی کسی مسلمان کو کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو اللہ تعالیٰ اس وجہ سے اس کے گناہ اس طرح گرا دیتے ہیں، جس طرح (موسم خزاں میں) درخت سے پتے جھڑتے ہیں۔'' (صحیح البخاری: 5647؛ صحیح مسلم: 2571)

4 سیّدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: ''میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا جبکہ آپ ﷺ کو بخار تھا، میں نے آپ ﷺ کے جسم مبارک پر ہاتھ رکھا تو لحاف کے اوپر رکھے ہوئے میرے ہاتھ کو حرارت محسوس ہوئی، میں نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! آپ کو کتنا سخت بخار ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہم انبیا اسی طرح ہوتے ہیں کہ ہمیں آزمائش بھی دُگنی آتی ہے اور ثواب بھی دُگنا ملتا ہے۔ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! سب سے زیادہ سخت آزمائش کن لوگوں کو آتی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: انبیائے کرام کو، میں نے عرض کیا: انبیا کے بعد؟ آپ ﷺ نے فرمایا: نیک لوگوں کو۔ انہیں فقر کے ذریعے آزمایا جاتا ہے یہاں تک کہ بسا اوقات ایک آدمی کو ایک ہی چادر میسر ہوتی ہے جسے وہ جسم پر لپیٹ لیتا ہے اور وہ آزمائش پر اس طرح خوش ہوتے ہیں جس طرح تم خوشحالی پر خوش ہوتے ہو۔''

(سنن ابن ماجة: 4024؛ سندهٗ حسنٌ و لهٗ شواهد كثيرة)

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی آخری زیارت

1 سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی کریم ﷺ کی آخری زیارت اس وقت کی، جب نبی کریم ﷺ بیمار ہوئے، آپ ﷺ نے سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ وہ صحابہ کرام کو نماز پڑھائیں، ہم (صحابہ کرام) سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی امامت میں نماز ظہر ادا کر رہے تھے، آپ ﷺ نے اپنے ہاتھ مبارک سے حجرۂ عائشہ صدیقہ کا پردہ ہٹایا، آپ ﷺ نے صحابہ کرام کی طرف نگاہ دوڑائی، میں نے

آپ ﷺ کے رخ زیبا کو دیکھا، قرآن کریم کا ایک کھلا صفحہ محسوس ہو رہا تھا۔

(صحیح البخاری: 680؛ صحیح مسلم: 419)

2 سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ''نبی کریم ﷺ اپنے ایام بیماری میں تین دن تک باہر تشریف نہ لائے، انہی دنوں میں ایک مرتبہ نماز کے لیے اقامت کہی گئی اور سیّدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ آگے بڑھنے کو تھے کہ نبی کریم ﷺ نے حجرۂ مبارک کا پردہ اٹھایا، جب ہمیں نبی کریم ﷺ کا رُخِ انور دکھائی دیا تو آپ ﷺ کے روئے پاک و مبارک سے زیادہ حسین منظر ہم نے کبھی نہیں دیکھا تھا، (قربان اس حسن و جمال کے) پھر آپ ﷺ نے سیّدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو آگے بڑھنے کا اشارہ کیا اور پردہ گرا دیا، اس کے بعد وفات تک میں آپ ﷺ کی زیارت نہ کر سکا۔'' (صحیح البخاری: 681؛ صحیح مسلم: 419)

3 سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ''سوموار کے دن مسلمان فجر کی نماز پڑھ رہے تھے، سیّدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نماز پڑھا رہے تھے، اچانک نبی کریم ﷺ نے ام المومنین سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ کا پردہ اٹھا کر صحابہ کرام کو دیکھا، صحابہ کرام صف باندھے نماز میں کھڑے تھے، نبی کریم ﷺ یہ (منظر) دیکھ کر مسکرا پڑے، سیّدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ پیچھے ہٹنے لگے تاکہ صف میں آ جائیں، آپ رضی اللہ عنہ نے سمجھا کہ نبی کریم ﷺ نماز کے لئے تشریف لانا چاہتے ہیں۔

سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: مسلمانوں میں نبی کریم ﷺ کی زیارت کی وجہ سے خوشی کی جو لہر دوڑی تھی، قریب تھا کہ وہ اپنی نماز توڑ دیتے، لیکن نبی کریم ﷺ نے اپنے ہاتھ مبارک سے اشارہ کیا کہ نماز پوری کر لو پھر حجرۂ مبارکہ کے اندر تشریف لے گئے اور پردہ ڈال دیا۔'' (صحیح البخاری: 4448)

نبی کریم ﷺ کا دنیا سے رخصتی کا دن

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: ''مجھ پر اللہ تعالیٰ کے انعامات میں ایک انعام یہ بھی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے میرے گھر اور میری باری کے دن وفات پائی، جبکہ آپ ﷺ کا مبارک سر میرے حلق اور سینے کے درمیان تھا، اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی وفات کے وقت میرے اور آپ ﷺ کے لعاب کو ایک ساتھ جمع کر دیا وہ یوں کہ عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما میرے پاس آئے تو ان کے ہاتھ میں مسواک تھی، رسول اللہ ﷺ مجھ سے ٹیک لگائے ہوئے تھے، میں نے دیکھا کہ آپ ﷺ اسے دیکھ رہے ہیں، میں نے

جان لیا کہ آپ ﷺ مسواک کرنا چاہتے ہیں، میں نے عرض کیا: میں یہ مسواک آپ ﷺ کیلئے لے لوں؟ آپ ﷺ نے اپنے سر مبارک سے اشارہ فرمایا: ہاں! میں نے اسے حاصل کیا، لیکن آپ ﷺ کے لئے اس کا چبانا مشکل تھا۔ میں نے عرض کیا: کیا میں اسے آپ ﷺ کے لئے نرم کر دوں؟ آپ ﷺ نے اپنے سر مبارک سے اشارہ فرمایا: ہاں! میں نے اسے نرم کر دیا، اس وقت آپ ﷺ کے سامنے ایک برتن تھا جس میں پانی تھا، آپ ﷺ اپنے ہاتھ مبارک پانی میں ڈبوتے اور انہیں اپنے رخِ زیبا پر پھیرتے اور فرماتے: اللہ رب العزت کے علاوہ کوئی معبود برحق نہیں، موت کی سختیاں ہوتی ہیں، پھر آپ ﷺ نے اپنا دست مبارک اٹھایا اور فرمانے لگے: الٰہی! اعلیٰ ساتھ نصیب فرما، یہاں تک کہ آپ ﷺ کی روح مبارک قبض ہو گئی اور آپ ﷺ کا دست مبارک جھک گیا۔'' (صحیح البخاری 4449)

نبی کریم ﷺ کو غسل کیسے دیا گیا؟

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: ''جب صحابہ کرام نے نبی کریم ﷺ کو غسل دینے کا ارادہ کیا تو ان کے مابین اس میں اختلاف ہوا، انہوں نے کہا: اللہ کی قسم! ہمیں تو معلوم نہیں کہ جس طرح بوقتِ غسل ہم اپنے فوت شدگان کے کپڑے اتار دیتے ہیں، کیا رسول اللہ ﷺ کو بھی کپڑے اتار کر غسل دیں یا کپڑوں سمیت؟، چنانچہ جب ان کے درمیان اختلاف پیدا ہوا تو اللہ تعالیٰ نے ان سب پر نیند طاری کر دی اور ایک آدمی بھی ایسا نہ رہا جس کی ٹھوڑی اس کے سینے پر لگ نہ رہی ہو (یعنی سب کی گردنیں جھک گئیں اور سو گئے) پھر گھر کے ایک کونے سے کسی آواز دینے والے نے آواز دی لیکن انہیں پتہ نہیں چل سکا کہ وہ کون ہے؟ اس نے کہا: نبی کریم ﷺ کو ان کے لباس سمیت غسل دو، چنانچہ یہ سن کر صحابہ کرام نبی کریم ﷺ کی طرف آئے، آپ ﷺ کو قمیص سمیت ہی غسل دیا، وہ قمیص کے اوپر پانی ڈالتے اور آپ ﷺ کے جسدِ اطہر کو قمیص کے اوپر ملتے تھے۔ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: اگر مجھے پہلے ہی وہ بات سمجھ میں آ جاتی جس کی سمجھ مجھے بعد میں آئی تو آپ ﷺ کی ازواج مطہرات ہی آپ ﷺ کو غسل دیتیں۔

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا مزید بیان کرتی ہیں:

جب صحابہ کرام رسول اللہ ﷺ کے غسل سے فارغ ہوئے تو آپ ﷺ کو روئی سے بُنے ہوئے تین کپڑوں میں کفن دیا گیا جن میں دو کپڑے اور ایک یمنی چادر شامل تھی، بس اس (یمنی چادر) میں

آپ ﷺ کو لپیٹ دیا گیا۔'' (السیرة لابن اسحاق:178/4؛ مسند الامام أحمد:267/6؛ سنن ابی داؤد:3141؛ سنن ابن ماجة:1464 مختصرا ،وسندہٗ حسنٌ)

بوقت وفات نبی کریم ﷺ کے جسدِ اطہر

❶ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: ''بوقتِ وفات نبی کریم ﷺ کے جسدِ اطہر سے ایسی خوشبو نکلی کہ میں نے اس سے عمدہ خوشبو کبھی نہیں سونگھی۔'' (مسند البزار (کشف الاستار):851؛وسندہٗ صحیحٌ)

❷ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: ''جس روز رسول اللہ ﷺ اس دنیا سے رخصت ہوئے، آپ ﷺ کا سر مبارک میرے حلق اور سینہ کے درمیان تھا، جس گھڑی آپ ﷺ کے جسد اطہر سے روح پرواز ہوئی، اس کے ساتھ ایک ایسی عمدہ مہک آئی جو اس سے پہلے میں نے کبھی محسوس نہیں کی۔''

(مسند الامام احمد:122.121/6؛ وسندہٗ صحیحٌ)

نبی کریم ﷺ کی وفات پر سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا خطبہ

❶ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: ''جب نبی کریم ﷺ کی وفات ہوئی تو سیّدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اس وقت مقام ''سنح'' (عوالی کے ایک گاؤں) میں تھے، آپ ﷺ کی وفات کی خبر سن کر سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ اٹھ کر یہ کہنے لگے: اللہ کی قسم! رسول اللہ ﷺ کی وفات نہیں ہوئی، سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے، اللہ کی قسم! اسی وقت میرے دل میں یہی خیال آتا اور میں کہتا تھا: اللہ تعالیٰ ضرور آپ کو اس مرض سے اچھا کر کے اٹھائے گا، آپ ان لوگوں کے ہاتھ اور پاؤں کاٹ دیں گے، (جو آپ ﷺ کی وفات کی باتیں کرتے ہیں) اتنے میں سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تشریف لے آئے اور اندر جا کر آپ ﷺ کے جسد اطہر سے کپڑا اٹھایا اور بوسہ دیا اور کہا: میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، آپ زندگی میں پاکیزہ تھے اور وفات کے بعد بھی۔ اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، اللہ تعالیٰ آپ ﷺ پر دو مرتبہ موت ہرگز طاری نہیں کرے گا، اس کے بعد آپ رضی اللہ عنہ باہر آئے اور سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے کہنے لگے: اے قسم کھانے والے! ذرا ٹھہر جا، پھر سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے گفتگو شروع کی تو سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ خاموشی سے بیٹھ گئے۔''

سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے پہلے اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا بیان کی، پھر فرمایا: لوگو! دیکھو اگر کوئی سیّدنا محمد ﷺ

کی پوجا کرتا تھا تو اسے معلوم ہونا چاہئے کہ سیّدنا محمد ﷺ وفات پا چکے ہیں، جو شخص اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ ہمیشہ زندہ ہے اسے کبھی موت نہیں آئیگی، پھر سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے یہ آیت تلاوت کی: اے نبی! آپ بھی فوت ہونے والے ہیں اور وہ بھی مریں گے۔ اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''محمد (ﷺ) صرف ایک رسول ہیں، اس سے پہلے بھی بہت سے رسول گزر چکے ہیں۔ پس اگر کیا وہ وفات پا جائیں یا انہیں شہید کر دیا جائے تو تم اسلام سے پھر جاؤ گے، اور جو شخص اپنی ایڑیوں کے بل پھر جائے تو وہ اللہ کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکے گا اور اللہ تعالیٰ عنقریب شکر گزار بندوں کو بدلہ دینے والا ہے۔'' (سورۃ آل عمران: 144)

راویٔ حدیث کہتے ہیں: یہ سن کر لوگ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگے۔'' (صحیح البخاری: 3668، 3667)

2 سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: ''سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تشریف لائے، اس وقت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ لوگوں سے کچھ گفتگو کر رہے تھے، سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: عمر! بیٹھ جاؤ، لیکن سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نہ بیٹھے، اتنے میں لوگ سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ کو چھوڑ کر سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس آ گئے، آپ رضی اللہ عنہ نے خطبہ مسنونہ کے بعد فرمایا: تم میں جو بھی سیّدنا محمد ﷺ کی عبادت کرتا تھا تو اسے معلوم ہونا چاہئے کہ سیّدنا محمد ﷺ وفات پا چکے ہیں، جو شخص اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ ہمیشہ زندہ ہے اسے کبھی موت نہیں آئیگی، اللہ تعالیٰ نے خود فرمایا ہے: محمد (ﷺ) صرف ایک رسول ہیں، اس سے پہلے بھی بہت سے رسول گزر چکے ہیں۔ الشاکرین تک۔ سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا: خدا کی قسم! ایسا محسوس ہو رہا تھا کہ جیسے پہلے لوگوں کو معلوم ہی نہیں تھا کہ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی ہے، جب سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اس آیت کی تلاوت کی تو سب نے ان سے یہ آیت سیکھی، ان کا حال یہ تھا کہ جو بھی سنتا وہی اس آیت کی تلاوت شروع کر دیتا تھا۔

راویٔ حدیث امام زہری رحمہ اللہ نے بیان کیا: پھر مجھے سعید بن مسیّب نے بتایا کہ سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا: خدا کی قسم! مجھے اس وقت ہوش آیا، جب میں نے سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کو اس آیت کی تلاوت کرتے ہوئے سنا، تو میں سکتہ میں آ گیا اور ایسا محسوس ہوا کہ میرے پاؤں میرا بوجھ نہیں اٹھا پائیں گے اور میں زمین پر گر جاؤں گا، البتہ جب میں نے ان آیات کی تلاوت سنی تو مجھے اس بات کا یقین ہو گیا کہ نبی کریم ﷺ واقعی وفات پا گئے ہیں۔'' (صحیح البخاری: 4454)